بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا مسلمان ہونے سے پہلے غسل ضروری ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا اسلام قبول کرنے سے پہلے غسل کرنا لازمی ہے؟

جواب

اسلام قبول کرنا اللہ پاک کی خاص رحمت، عظیم نعمت، بڑی سعادت اور روح وقلب کی طہارت ہے۔ جب قبولِ اسلام کا ارادہ ہو تو بلا تاخیر فوراً اسلام قبول کیا جائے۔ فقہائے اسلام فرماتے ہیں کہ **دخولِ اسلام کے لیے غسل شرط نہیں، اصل مدار کلمۂ شہادت کے اقرار پر ہے، دیگر اسلامی احکام اس کے بعد مرتب ہوتے ہیں۔** لہٰذا جب بھی کوئی غیر مسلم اسلام لانے کا ارادہ کرے، تو فوراً کلمۂ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے، غسل وغیرہ کی وجہ سے تاخیر نہ کرے کہ غسل کرنا اسلام قبول کے لیے ضروری نہیں، بلکہ قبولِ اسلام کے بعد مستحب ہے اور کچھ شرعی احکام کے لئے بعض صورتوں میں فرض ہے۔

اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان سے اسلام لانے کا ارادہ ظاہر کرے، تو مسلمان پر شرعاً فرض ہے کہ بلا تاخیر فوراً اسے کلمۂ طیبہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کرے۔ اس موقع پر اسے غسل کا کہہ کر یا غسل کروا کر تاخیر کرنا، سخت حرام اور راہِ ہدایت میں رکاوٹ پیدا کرنے کے مترادف ہے۔

قبولِ اسلام کے لیے طہارت (وضو وغسل) ضروری نہیں، چنانچہ علامہ علاؤالدین سمرقندی "تحفۃ الفقہاء" میں لکھتے ہیں: "الاسلام یصح بدون الطھارۃ" ترجمہ: اسلام (قبول کرنا) بغیر طہارت بھی درست ہے۔ (تحفۃ الفقھاء، جلد 1، صفحہ 40، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور علامہ بُرہانُ الدین مَرْغینانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "والاسلام قربۃ مقصودۃ تصح بدونھا" ترجمہ: اسلام ایسی عبادتِ مقصودہ ہے، جو طہارت کے بغیر بھی درست ہو جاتی ہے۔ (ھدایہ، جلد 1، صفحہ 28، مطبوعہ داراحیاء التراث، بیروت)

اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنا، مستحب ہے، جب کہ قبولِ اسلام کے وقت جنابت یا حیض ونفاس وغیرہ ناپاکی کی صورت نہ ہو، ورنہ قبولِ اسلام کے بعد نماز وغیرہ کے لیے غسل فرض ہوگا، جس کی تفصیل عامہ کتب میں موجود ہے، مختصراً بہارِ شریعت میں ہے:

"کافر مَرد یا عورت جنب ہے یا حیض ونفاس والی کافرہ عورت اب مسلمان ہوئی اگرچہ اسلام سے پہلے حیض ونفاس سے فراغت ہو چکی، صحیح یہ ہے کہ ان پر غسل واجب ہے۔ ہاں! اگر اسلام لانے سے پہلے غسل کر چکے ہوں یا کسی طرح تمام بدن پر پانی بہ گیا ہو تو صرف ناک میں نرم بانسے تک پانی چڑھانا کافی ہوگا کہ یہی وہ چیز ہے جو کفار سے ادا نہیں ہوتی۔ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ پینے سے کلی کا

فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر یہ بھی باقی رہ گیا ہو تو اسے بھی بجالائیں۔ غرض جتنے اعضا کا دھلنا غسل میں فرض ہے جماع وغیرہ اسباب کے بعد اگر وہ سب بحالتِ کفر ہی دُھل چکے تھے، تو بعد اسلام اعادہ غسل ضرور نہیں، ورنہ جتنا حصہ باقی ہو اتنے کا دھولینا فرض ہے اور **مستحب تو یہ ہے کہ بعد اسلام پورا غُسل کرے۔**" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 324، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جب کوئی غیر مسلم قبولِ اسلام کا ارادہ کرے، تو فوراً اسلام قبول کرے، غسل کی وجہ سے تاخیر نہ کرے، یونہی جس مسلمان سے اس کا اظہار کرے اس پر لازم ہے کہ فوری اسے شہادتین کا اقرار کروا کر داخلِ اسلام کرے، چنانچہ اس حکمِ شرعی کو بالتفصیل بیان کرتے ہوئے امام شرف الدین نَوَوِی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 676ھ/1277ء) لکھتے ہیں: "إذا أراد الكافر الاسلام فليبادر به ولا يؤخره للاغتسال بل تجب المبادرة بالاسلام ويحرم تحريما شديدا تأخيره للاغتسال وغيره وكذا إذا استشار مسلما في ذلك حرم على المستشار تحريما غليظا أن يقول له أخره إلى الاغتسال بل يلزمه أن يحثه على المبادرة بالاسلام هذا هو الحق والصواب وبه قال الجمهور. وحكى الغزالي رحمه اللہ في باب الجمعة وجها أنه يقدم الغسل على الاسلام ليسلم مغتسلا قال وهو بعيد وهذا الوجه غلط ظاهر لا شك في بطلانه وخطأ فاحش بل هو من الفواحش المنكرات وكيف يجوز البقاء على أعظم المعاصي وأفحش الكبائر ورأس الموبقات وأقبح المهلكات لتحصيل غسل لا يحسب عبادة لعدم أهلية فاعله" **یعنی: جب کوئی کافر اسلام لانے کا ارادہ کرے، تو اس پر لازم وضروری ہے کہ اس میں جلدی کرے، غسل کی وجہ سے اس کو مؤخر نہ کرے، غسل یا کسی اور وجہ سے اس کو مؤخر کرنا شدید ترین حرام ہے، یونہی اگر کوئی کافر کسی مسلمان سے اس بارے میں مشورہ کرے، تو مشورہ دینے والے کا یہ کہنا کہ "پہلے غسل کر لو" سخت حرام ہے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ اسے اسلام میں داخل ہونے کی فوراً ترغیب دے۔ یہی حق اور درست بات ہے، اور یہی جمہور علما کا قول ہے۔ اور امام غزالی علیہ الرحمۃ نے باب الجمعہ میں ایک رائے نقل کی ہے کہ "غسل کو اسلام پر مقدم کیا جائے تاکہ وہ غسل کر کے مسلمان ہو"۔ اور فرمایا یہ بات بہت بعید اور ایسی واضح غلطی ہے جس کے بطلان میں کوئی شک نہیں اور کھلی خطا بلکہ بڑے گناہوں میں سے ہے۔ بھلا یہ کیسے جائز و درست ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص سب سے بڑے گناہ، شدید کبیرہ، ہلاکتوں کے سربراہ اور سب سے قبیح معصیت یعنی کفر پر غسل کرنے کے لئے باقی رہے، حالانکہ یہ غسل اس کے حق میں عبادت شمار ہی نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ابھی عبادت کا اہل ہی نہیں۔** (المجموع شرح المهذب، جلد 2، صفحہ 154، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ)

اسی مفہوم کو امام شرف الدین نَوَوِی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "المنہاج شرح المسلم" میں، علامہ شرف الدین طیبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "الکاشف عن حقائق السنن" میں، علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "مرقاۃ المفاتیح" میں، علامہ ابن رُسلان شہاب الدین مقدسی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "شرح سنن ابی داؤد" میں بیان کیا ہے۔

قبولِ اسلام کے لیے غسل ضروری نہیں اور نہ ہی اس وجہ سے قبولِ اسلام میں تاخیر کی جاسکتی ہے، چنانچہ مفتی اعظم ہند، مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1402ھ/1981ء) سے سوال ہوا کہ **ایک کافرہ عورت جو اسلام قبول کرنا چاہتی تھی، زید نے پہلے اس کو غسل کروایا اور پھر اس کو مسجد میں لے کر آیا**، تاکہ امام صاحب اس کو مسلمان کریں، پھر امام صاحب

نے کہا کہ ابھی جمعہ کا وقت ہو رہا ہے ، بعدِ جمعہ کرلیں گے ، کیونکہ قبولِ اسلام کے بعد نئے سرے سے غسل ضروری ہوگا ، یوں زید نے غسل کی وجہ سے اور امام صاحب نے جمعہ کی وجہ سے اس عورت کو اسلام قبول کروانے میں تاخیر کی ، تو ان کا یہ عمل کیسا ہے ؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواباً ارشاد فرمایا : ”زید اور اس مولوی پر توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ، عورت نے زید سے جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ اسے مسلمان کرتا ، تفصیل سے تلقین اسلام پر اگر وہ قادر نہ تھا تو کلمہ طیبہ تو پڑھا سکتا تھا ۔ اللہ عزوجل کی توحید اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا ۔ یہ ایمان مجمل کی تلقین اس کے اسلام کو کافی تھی اتنا کرنے کے بعد پھر عالم کے پاس لے جاتا کہ وہ مفصل تلقین کرتا ۔ جتنی دیر اس نے اسے غسل کرایا پھر عالم کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اس کے ذمہ رضا بہ بقاء الکفر کا الزام ہے ۔ عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً اسے مسلمان کرتا ، زید نے تو ایک وجہ سے یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی ۔ اس پر اس زید سے زائد الزام ہے ۔ زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس عالم پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا اور عقلا بھی اس پر الزام بشدت ہے کہ جاہل کے لئے جہل اگرچہ شرعاً عذر نہ ہو ، مگر عقلاً عذر ہو سکتا ہے ۔ نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس اہم کام کے لیے شرعاً اجازت تھی ۔“

مذکورہ بالا فتویٰ کی تائید و توثیق کرتے ہوئے حجۃ الاسلام ، مفتی حامد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1362ھ/1943ء) لکھتے ہیں : ”غسل بالفرض اگر فرض تھا تو نماز کے لئے نہ (کہ) اسلام لانے کے لئے ۔ بغیر غسل اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوتی ، **کیا کلمہ پڑھنا بھی بے غسل کفر و حرام تھا؟** ۔ ۔ ۔ مفتی و مخطی امام مرتکب حرام و مستحق آثام ۔ اس پر اور زید پر توبہ و تجدید نکاح و تجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح صواب ۔“ (فتاویٰ مصطفویہ ، صفحہ 22 تا 25 ، مطبوعہ شبیر برادرز ، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

تاریخ اجراء : 26 ربیع الآخر 1448ھ/09 اکتوبر 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net